ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:25جنوری1952

نَرنجن سنگھ نتھاون
بنام
دی سٹیٹ آف پنجاب
(اور13دیگر درخواستیں)۔

[پتنجلی شاستری چیف جسٹس، مہرچند مہاجن، مکھرجی، داس اور چندر شیکھر اایئر جسٹس صاحبان]

امتناعی نظر بندی-حراست کے حکم کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے چیلنج کیا گیا- پچھلے حکم کی جگہ لینے والا تازہ حکم-جواز-برے عقیدے کا سوال-کاروائی بابت حکم پیشروئی ملزم -حراست کی قانونی حیثیت کا تعین واپسی کی تاریخ کے مطابق کیا جانا چاہیے۔

بداعتمادی کی عدم موجودگی میں حراست کا اختیار حراست کے پہلے حکم کی جگہ لے سکتا ہے جسے محض رسمی بنیادوں پر عیب دار قرار دیتے ہوئے چیلنج کیا گیا ہے اور جہاں بھی ممکن ہو ایک نیا حکم دے سکتا ہے جو نقائص سے پاک ہو اور اس سلسلے میں قانون کے تقاضوں کی تعمیل کرے۔برے عقیدے کا سوال، اگر اٹھایا جائے تو، ہر معاملے کے حالات کے حوالے سے فیصلہ کیا جانا چاہیے۔

کاروائی بابت حکم پیشروئی ملزم میں عدالت کو واپسی کے وقت حراست کی قانونی حیثیت یا بصورت دیگر کا خیال رکھنا ہے نہ کہ کارروائی کے قیام کی تاریخ کے حوالے سے۔

بسنت چندر اگھوش بنام کنگ ایمپرر([1945]ایف سی آر 81) عمل کیا گیا۔نَرنجن سنگھ بنام دی اسٹیٹ آف پنجاب (غیر رپورٹ شدہ) نے وضاحت کی۔مکھن سنگھ ترسیکا بنام ریاست پنجاب ([1952]ایس۔سی۔آر۔368)کا حوالہ دیا گیا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فوجداری دائرہ اختیار: آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواستیں (نمبر 513، 566، 568، 570، 591، 595، 596، 601، 616، 617، 623، 625، 631 اور 632، سال 1951) حکم پیشروئی ملزم کی نوعیت میں رٹس کے لیے۔ فیصلے میں حقائق بیان کیے گئے ہیں۔

درخواست نمبر 513، 566، 568، 570، 595، 596، 609، 616، 617، 623، 625 اور 631 میں درخواست کنندگان کے لیے رگبیر سنگھ (غیر جانبدار مشیر عدالت)۔

پٹیشن نمبر 591 میں درخواست گزار کے لیے اے ایس آر چڑی (غیر جانبدار مشیر عدالت)۔

پٹیشن نمبر 632 میں درخواست گزار کے لیے شیو چرن سنگھ (غیر جانبدار مشیر عدالت)۔

ایس ایم سیکری، ریاست پنجاب کے ایڈوکیٹ جنرل (جندر الال، ان کے ساتھ)۔

25.1952 جنوری۔

عدالت کا فیصلہ چیف جسٹس پتنجلی شاستری نے سنایا۔

یہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت ایک درخواست ہے جو سپرنٹنڈنٹ، سنٹرل جیل، امبالا کے بذریعے درخواست گزار کی حراست سے رہائی کے لیے حکم پیشروئی ملزم کی رٹ جاری کرنے کے لیے پیش کی گئی ہے۔

5 جولائی، 1950 کو، درخواست گزار کو امتناعی نظر بندی ایکٹ 1950 کی دفعہ 3 کے تحت عطا کردہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے امرتسر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم کے تحت گرفتار اور حراست میں لیا گیا، اور اس کی حراست کی بنیاد 10 جولائی، 1950 کو ایکٹ کی دفعہ 7 کے مطابق اس پر عائد کی گئی۔ 22 فروری 1951 سے امتناعی نظر بندی (ترمیم) ایکٹ 1951 کے ذریعے ترمیم کیے جانے کے بعد 17 مئی 1951 کو ایک نیا آرڈر نمبر ADSB-7853 درج ذیل شرائط میں جاری کیا گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"جبکہ پنجاب کے گورنر ضلع امرتسر کے P.S رام داس کے گاؤں چک سکندر کے نرنجن سنگھ ناتھوان ولد لہانہ سنگھ کے بارے میں مطمئن ہیں کہ انہیں ریاست کی سلامتی کے لئے نقصان دہ کام کرنے سے روکنے کے لئے مندرجہ ذیل حکم دینا ضروری ہے:

اب، اس لیے، امتناعی نظر بندی ایکٹ 1950 کی دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (1) اور دفعہ 4 کے ذریعے دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، جیسا کہ امتناعی نظر بندی (ترمیم) ایکٹ، 1951 کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے، پنجاب کے گورنر اس طرح ہدایت دیتے ہیں کہ مذکورہ نرنجن سنگھ ناتھوان انسپکٹر جنرل آف جیلز، پنجاب کی تحویل کے پابند ہوں، اور انہیں 31 مارچ 1952 تک ریاست کی کسی بھی جیل میں رکھا جائے، بشرطیکہ دیکھ بھال، نظم وضبط اور نظم وضبط کی خلاف ورزیوں کے لیے سزا جیسی شرائط کے تابع ہوں جیسا کہ عام حکم یا پنجاب نظر بند قواعد 1950 میں مذکور ہے۔
"

یہ حکم درخواست گزار کو 23 مئی 1951 کو دیا گیا تھا، لیکن اس حکم کی حمایت میں کوئی بنیاد نہیں دی گئی۔

اس کے بعد درخواست گزار نے اپنی رہائی کے لیے یہ درخواست پیش کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ حکم غیر قانونی تھا کیونکہ (1) 10 جولائی 1950 کو اسے دی گئی حراست کی بنیادیں "بالکل مبہم، جھوٹی اور خیالی" تھیں اور (2) اسے ان بنیادوں کے ساتھ پیش نہیں کیا گیا تھا جن پر 17 مئی 1951 کا حکم مبنی تھا۔ درخواست کی سماعت 12 نومبر 1951 کو ایک طرف سے ہوئی، جب اس عدالت نے ایک قاعدہ نسی جاری کیا جس میں مدعا علیہ سے درخواست گزار کو رہا نہ کرنے کی وجہ بتانے کو کہا گیا، اور اسے 23 نومبر 1951 کو حتمی سماعت کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ دریں اثنا، ریاستی حکومت نے 18 نومبر 1951 کو ایک حکم جاری کیا، جس میں 17 مئی 1951 کے حراست کے حکم کو کالعدم قرار دیا گیا، اور اسی تاریخ کو ضلع مجسٹریٹ امرتسر نے ترمیم شدہ ایکٹ کی دفعہ 3 اور 4 کے تحت درخواست گزار کی حراست کے لیے ایک اور حکم جاری کیا۔ یہ آخری حکم جس بنیاد پر اس کی بنیاد رکھی گئی تھی، درخواست گزار کو 19 نومبر 1951 کو دیا گیا تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس کے بعد درخواست گزار نے 28 نومبر 1951 کو اس عدالت میں ایک اضافی درخواست پیش کی، جس میں آخری حکم کی صداقت کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا کہ "یہ درخواست گزار کی حکم پیشروئی ملزم پٹیشن کو شکست دینے کا صرف ایک ذریعہ تھا جس میں ایک قاعدہ پہلے ہی جاری کیا جا چکا تھا"، اور اس نے 17 مئی 1951 کے پہلے حکم کی قانونی حیثیت پر اعتراض کی ایک اضافی بنیاد پیش کی، یعنی اس نے ترمیم شدہ ایکٹ کی دفعہ 11 کے مطابق مشاورتی بورڈ کی رائے حاصل کرنے سے پہلے 31 مارچ 1952 تک حراست کی مدت طے کی۔ یہ بنیاد واضح طور پر اس عدالت اس نقطہ نظر پر مبنی تھی کہ ایڈوائزری بورڈ کی رائے حاصل کرنے سے پہلے ترمیم شدہ ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت حراست کے ابتدائی حکم میں حراست کی مدت کی وضاحت نے حکم کو غیر قانونی قرار دیا۔

مدعاعلیہ کی جانب سے دائر کردہ وجہ ظاہر کرنے والے اصول کی طرف واپسی میں، حکومت کے ذیر سکریٹری (داخلہ) نے ان حالات کی وضاحت کی جن کی وجہ سے 18 نومبر 1951 کو حراست کا نیا حکم جاری کیا گیا۔ یہ بیان کرنے کے بعد کہ درخواست گزار کے کیس کو ترمیم شدہ ایکٹ کی دفعہ 8 کے تحت تشکیل کردہ ایڈوائزری بورڈ نے حوالہ دیا اور اس پر غور کیا اور بورڈ نے 30 مئی 1951 کو اطلاع دی کہ درخواست گزار کی حراست کے لیے کافی وجہ تھی، حلف نامہ مندرجہ ذیل طور پر آگے بڑھا:

"حکومت کو مشورہ دیا گیا کہ امتناعی نظر بندی ایکٹ 1950 کی دفعہ 11 کے تحت دیے گئے احکامات، جیسا کہ امتناعی نظر بندی (ترمیم) ایکٹ، 1951 کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے، لیکن مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت احکامات کی شکل میں انجام دیے گئے ہیں، ان کے بعد حراست کی بنیاد رکھی جانی چاہیے اور چونکہ زیادہ تر معاملات میں ایسا نہیں کیا گیا تھا، اس لیے حراست پر سوال اٹھائے جانے کا امکان تھا۔ حکومت کو مزید مشورہ دیا گیا کہ دیگر تکنیکی نقائص ہیں جو مختلف قیدیوں کی حراست کو ناقابل قبول بنا سکتے ہیں۔ اس کے پیش نظر حکومت نے فیصلہ کیا کہ تمام زیر حراست افراد کے مقدمات کا متعلقہ ضلعی مجسٹریٹ کے ذریعے جائزہ لیا جائے۔ اس کے مطابق، حکومت پنجاب نے ضلعی مجسٹریٹ کو مقدمات کا جائزہ لینے اور اپنے ذہنوں کو نئے سرے سے لاگو کرنے کی ہدایت کی اور اس بات پر زور دیا کہ کسی شخص کی حراست کا جواز پیش کرنے کے لیے حراست کے اختیار کے پاس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

معقول بنیاد موجود ہونی چاہیے اور اگر متعلقہ ضلعی مجسٹریٹ چاہتا ہے کہ حراست میں لیے گئے افراد کو حراست میں لیا جائے تو ان سے کہا گیا کہ وہ ہر معاملے میں واضح طور پر رپورٹ کریں۔ حکومت پنجاب نے بھی کچھ معاملات کا جائزہ لیا۔ اس کے مطابق، درخواست گزار کے معاملے سمیت تمام مقدمات کا جائزہ لیا گیا اور اس معاملے میں ضلع مجسٹریٹ کو ایک بار پھر اطمینان ہوا کہ یہ ضروری ہے کہ حراست میں لیے گئے شخص کو ریاست کی سلامتی اور امن عامہ کی بحالی کے لیے نقصان دہ انداز میں کام کرنے سے روکا جائے۔" اور اس نے یہ کہتے ہوئے نتیجہ اخذ کیا کہ "درخواست گزار کو اب ضلع مجسٹریٹ امرتسر کے حکم کے تحت حراست میں لیا گیا ہے"۔

اصل اور ضمنی درخواستیں فضل علی اور ویوین بوس جسٹس صاحبان کے سامنے سماعت کے لیے مقررہ وقت پر آئیں۔ 17 دسمبر 1951 میں، جب درخواست نمبر 334، سال 1951 (نرنجن سنگھ بنام دی اسٹیٹ آف پنجاب) میں اس عدالت غیر رپورٹ شدہ فیصلے میں کچھ مشاہدات پر درخواست گزار کی جانب سے انحصار کیا گیا تھا اور یہ دعوی کیا گیا تھا کہ ان مشاہدات اور آئین کے حصہ III کی توضیعات کے پیش نظر، بسنت چندر گھوش بنام کنگ ایمپرر ([1]) کا فیصلہ، جس پر مدعاعلیہ انحصار کرتا تھا، اب اچھا قانون نہیں تھا۔ فاضل ججوں نے سوچا کہ اس معاملے پر آئینی بنچ کے ذریعے غور کیا جانا چاہیے اور اسی کے مطابق معاملہ ہمارے سامنے قابل گیا۔

مدعاعلیہ کی جانب سے دائر حلف نامے سے یہ دیکھا جائے گا کہ درخواست گزار کا مقدمہ، 17 مئی 1951 کے حراستی حکم کے خلاف اس کی نمائندگی کے ساتھ، مشاورتی بورڈ کے سامنے غور کے لیے رکھا گیا تھا، اور بورڈ نے 30 مئی 1951 کو اطلاع دی کہ اس کی رائے میں درخواست گزار کی حراست کے لیے کافی وجہ تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ، اس رپورٹ کی بنیاد پر، حکومت نے فیصلہ کیا کہ درخواست گزار کو 31 مارچ 1952 تک حراست میں رکھا جانا چاہیے، لیکن جب کہ دفعہ 11 کے تحت مناسب طریقے سے بنائے گئے حکم کو حراست کے حکم کی "تصدیق" کرنی چاہیے اور ایک مخصوص مدت کے لیے حراست کو "جاری" رکھنا چاہیے، 17 مئی 1951 کا حکم، ترمیم شدہ ایکٹ کی دفعہ 3 کے تحت ابتدائی حکم کی شکل میں غلط فہمی کے تحت جاری کیا گیا تھا، اسی بنیاد پر جس طرح پہلے درخواست گزار کو اس کے بارے میں کوئی تازہ اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ تکنیکی اور رسمی نوعیت کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ممکنہ نقائص کی بنیاد پر دلائل سے بچنے کے لیے، مذکورہ حکم کو دفعہ 13 کے تحت منسوخ کر دیا گیا، اور۔ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ذریعہ کیس کے جائزے پر، 18 نومبر 1951 کو دفعہ 3 کے تحت حراست کا ایک نیا حکم جاری کیا گیا تھا، اور اس کے بعد پہلے کی طرح اسی بنیاد پر باضابطہ طور پر مطلع کیا گیا تھا کیونکہ کوئی نئی بنیاد نہیں ہو سکتی تھی، درخواست گزار پورے وقت حراست میں رہا تھا۔

پنجاب کے ایڈوکیٹ جنرل کی طرف سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ [1945] ایف سی آر 81 میں رپورٹ کیا گیا فیصلہ مذکورہ حکم کے جواز کی حمایت میں واضح اختیار ہے۔ بنیادی طور پر ایک جیسے حقائق پر عدالت نے دو تجاویز پیش کیں جن میں سے دونوں کا اطلاق یہاں ہوتا ہے۔(1) جہاں حراست کا سابقہ حکم محض رسمی بنیادوں پر عیب دار ہے، وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ حراست کے مناسب حکم کو پہلے سے موجود بنیادوں پر مبنی ہونے سے روکنے کے لیے، خاص طور پر ایسے معاملات میں جن میں عدالت عالیان کے ذریعے بنیادوں کی کافی مقدار کی جانچ نہیں کی جا سکتی ہے، اور (2) اگر عدالت کے سامنے کسی بھی وقت حراست میں لیے گئے شخص کی رہائی کی ہدایت کرتا ہے، تو اس کی حراست کی ہدایت کرنے والا ایک درست حکم پیش کیا جاتا ہے، عدالت صرف اس بنیاد پر اس کی رہائی کی ہدایت نہیں کر سکتی کہ کسی سابقہ مرحلے پر حراست کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔ سوال یہ نہیں ہے کہ آیا بعد کا حکم پہلے کی حراست کی توثیق کرتا ہے لیکن کیا بعد کے درست حکم کے پیش نظر عدالت درخواست گزار کی رہائی کی ہدایت دے سکتی ہے۔ فاضل ججز اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سول کارروائی کی مشابہت جس میں فریقین کے حقوق کا تعین عام طور پر کارروائی کے قیام کی تاریخ کے مطابق کیا جاتا ہے، حکم پیشروئی ملزم کی نوعیت کی کارروائی پر کوئی اطلاق نہیں ہے جہاں عدالت کا تعلق صرف اس سوال سے ہے کہ آیا درخواست گزار کو قانونی طور پر حراست میں لیا جا رہا ہے یا نہیں۔

درخواست گزار کے فاضل وکیل نے تسلیم کیا کہ وہ دوسری تجویز کی درستگی کو چیلنج نہیں کر سکتے، لیکن پہلی تجویز کو بھارتیہ آئین کے نافذ ہونے کے بعد قابل قبول نہیں ہونے کی وجہ سے اس سے مستثنی رہے۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ آرٹیکل 22 میں امتناعی نظر بندی معاملات میں عمل کرنے کے طریقہ کار کا تعین کیا گیا ہے اور مذکورہ طریقہ کار پر سختی سے عمل کیا جانا چاہیے کیونکہ عدالت کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

طرف سے رہائی کا واحد امکان تکنیکی یا رسمی نقائص کی بنیاد پر ہونا چاہیے، فیصلوں کا ایک طویل سلسلہ یہ قرار دیتا ہے کہ امتناعی نظر بندی معاملات میں عدالت جائزے کا دائرہ عملی طور پر اس تفتیش تک محدود ہے کہ آیا قانون کے تقاضوں کی سختی سے تعمیل کی گئی ہے۔ یہ بلاشبہ درست ہے اور اس عدالت کو مکھن سنگھ ترسیکا بنام دی اسٹیٹ آف پنجاب (پٹیشن نمبر 308، سال 1951)(1) کے حالیہ معاملے میں یہ مشاہدہ کرنے کا موقع ملا تھا کہ "اس بات پر اکثر زور نہیں دیا جا سکتا کہ کسی شخص کو اس کی ذاتی آزادی سے محروم کرنے سے پہلے قانون کے ذریعہ قائم کردہ طریقہ کار پر سختی سے عمل کیا جانا چاہیے اور اسے متاثرہ شخص کے نقصان سے نہیں ہٹانا چاہیے۔" تاہم، یہ تجویز آئین کے آغاز سے امتناعی نظر بندی کے معاملات پر یکساں طاقت کے ساتھ لاگو ہوتی ہے، اور یہ دیکھنا مشکل ہے کہ آئین اس حیثیت کے حوالے سے کیا فرق ڈالتا ہے۔ در حقیقت، یہ موقف اب ایکٹ کی دفعہ 13 کی واضح توضیعات کے ذریعے مزید واضح کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ حراست کے حکم کو کسی بھی وقت منسوخ یا اس میں ترمیم کی جا سکتی ہے اور یہ کہ اس طرح کی منسوخی اسی شخص کے خلاف دفعہ 3 کے تحت نئے حراست کے حکم کو بنانے سے نہیں روکے گی۔ ایک بار جب یہ تسلیم کر لیا جائے حکم پیشروئی ملزم کی کارروائی میں عدالت کو واپسی کے وقت حراست کی قانونی حیثیت یا بصورت دیگر کو مدنظر رکھنا ہے نہ کہ کارروائی کے قیام کی تاریخ کے حوالے سے، بدنیتی کے ثبوت کی عدم موجودگی میں، یہ ماننا مشکل ہے کہ حراست کا اختیار غیر قانونی کے طور پر چیلنج کیے گئے حراست کے پہلے حکم کی جگہ نہیں لے سکتا اور جہاں بھی ممکن ہو ایک نیا حکم دے سکتا ہے جو نقائص سے پاک ہو اور اس سلسلے میں قانون کے تقاضوں کی تعمیل کرے۔

جہاں تک نرنجن سنگھ کے معاملے میں مشاہدے کا تعلق ہے، ہم انہیں اس اثر کے لیے کوئی عمومی تجویز پیش کرنے کے طور پر نہیں سمجھتے کہ جب ایک بار عدالت میں پہلے کے حکم کے جواز کو چیلنج کرنے والی درخواست دائر کی گئی ہو تو حراست کا کوئی نیا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ ایسا لگتا ہے کہ فاضل ججوں نے اس کیس کے حقائق سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بعد کے حکم کو اس بات سے مطمئن ہونے پر حقیقی نہیں بنایا گیا تھا کہ درخواست گزار کی حراست اب بھی ضروری تھی لیکن یہ "ظاہر ہے کہ موجودہ درخواست کو شکست دینے کے لیے" تھا۔ بداعتمادی کا سوال، اگر اٹھایا جائے تو یقینی طور پر ہر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

معاملے کے حالات کے حوالے سے فیصلہ کرنا پڑے گا، لیکن ایک معاملے میں کیے گئے مشاہدات کو دوسرے معاملات سے نمٹنے میں مثال کے طور پر نہیں مانا جا سکتا۔

اس کے مطابق ہم کیس کو مزید سماعت کے لیے واپس بھیجتے ہیں۔ یہ حکم دیگر درخواستوں پر بھی اثر انداز ہو گا جہاں یہی سوال اٹھایا گیا تھا۔

درخواستیں خارج کر دی گئیں۔

جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: پی اے مہتا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document